استاذ العلماء، مخدوم محمد معین ٹھٹوی
مترجم: ابوسعید غلام مصطفی قاسمی

جوهرة الثمین باثبات قدم التکوین
قیمتی موتی
صفت تکوین کے قدم کے اثبات میں

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اے اللہ اے وہ ذاتِ اقدس جس کے لیے مادہ سے مجرد کی ایجاد سے قبل اور مواد کی خرابی کے بعد ازل اور ابد میں حمد مخصوص ہے وہ سرمدی جود اور دائمی فیض پر قائم ہے جہانوں کے اجناس اور انواع جو کہ اپنی وسعت کے لحاظ سے غیر فانی ہیں ہمیشگی کے..... سے یہ سب تیرے قدیم افعال کے آثار ہیں۔ اے اللہ رحمت بھیج اپنے سب سے اجمع اور اکمل انسان پر جو کہ تیرے اخلاق کا جامع ہے اور اس کی اولاد پر جو کہ حضور انور کے کمال اور جمال کے پاک مظہر ہیں اور ہمیں اس کامل انسان میں اپنے ازلی اور ابدی شیونات کی معرفت دے جن کو تو جانتا ہے اور انکار کرتا ہے لے وہ ذات جو تو اس میں جانتا ہے اور اپنی ہمیشگی سرمدی تجلیات کی بھی اس کے توسط سے معرفت عطا کر تاکہ ہم قدم تبدلی اور دوام تجلی کے ساتھ تیری عبادت کریں ان افعال کے ذریعے جو کہ بے سود نہیں ہیں اور وہ ازل اور ابد کے دوام پر برسنے والے ہیں۔ اے اللہ ہر وہ چیز جو آپ کی طرف منسوب کی جاتی ہے۔ یہاں تک کہ تیری تکوین کے آثار کیوں نہ ہو بدایت اور نہایت کے دونوں طرفوں میں ان کی تناہی سے تجھ کو مقدس اور منزہ قرار دیتے ہیں۔ پس اے ہمارے مظہر اور ظاہر ہم کو لہو ولعب کے اشتغال سے دور رکھ! اور ہم نے اشیاء کی جس طرح وہ واقع میں ہیں

کی حقائق دکھا اور ذات کے طفیل جس کے لیے ہر شئ نے تجلی کی اور اس نے تجلی کے باریک اور بزرگ کی معرفت کی[1] پھر وہ ساتر ہو کر نازل ہوا اور اس نے اس کی حرمت اور رحلت کے درمیان تمیز کی ۔ اللہ تعالیٰ کی اس پر اور اس کے آل اور اصحاب پر رحمت اور سلام ہو ۔

حمد اور صلوٰۃ کے بعد مخلوق کا بڑا کمزور دلق پوش درویشوں کا غلام ۔ محمد معین بن محمد امین اللہ تعالیٰ اس کو دوامی جود کی ہواؤں سے لٹنے والا کرے اور اس کے دلوں کو ہمیشہ ذاتی تجلیوں کے اطوار میں حیران بنائے کہتا ہے کہ یہ بات عقل صحیح اور سالم کے لیے خوشبو دار مشک کی حیثیت رکھتی ہے کہ تجلی الٰہی جس کے اندر ہمارے لیے حق کی معرفت ہوتی ہے وہ صرف وہی ہے جس کو عالم کہا جاتا ہے ۔ پھر وہ انسان جس سے اس کی کدورت جدا کی جاتی ہے یہ جانتا ہے کہ عالم یا جہان حق کی صورت ہے اور جس پر حق کی صورت کا اطلاق ہوتا ہے اس کو منعدم اور تاریک مت خیال کر اگر تجھے اس کی معرفت ہے کہ صورت وہ ہے جس سے شئ محسوس ہوتی ہے یا معلوم ہوتی ہے ۔

جب تیرے پاس عالم کی یہ حیثیت ہے تو پھر[2] اس اطلاق کے انکار کی تیرے پاس کوئی راہ نہیں ہے ۔ تو پہلا حق جو ہماری طرف متوجہ ہوتا ہے اور ہم پر اس صورت ذاتیہ الٰہیہ سے واجب ہوتا ہے یہ ہے کہ ہر عالم کے وجود اور عدم کا تفوض اور جستجو کریں ۔ اور اس کے حدوث اور قدم میں بحث کریں اپنی استطاعت کے صرف اور طاقت کے خرچ کرنے اس کی شان کی معرفت پر ۔ اس کے بیان میں اٹکل پچو سے احتراز کرتے ہوئے اور اس کے آداب کے حقوق کو ادا کرتے ہوئے ہم اللہ سبحانہ کے لیے خضوع کرتے ہیں اس صورت کے لباس میں کیوں کہ یہ عظیم جل مجدہ کی عظیم صورت ہے وہ اس کی سزاوار ہے ۔

---

[1] شیخ عبدالحق دہلوی نے اپنی کتاب مرج البحرین میں اس کلمہ کی اپنی مناجات میں معصوم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف نسبت کی ہے ۔ منہ قدس سرہٗ ۔ ابو سعید قاسمی ۔

[2] یعنی "حق کی صورت کا اطلاق عالم" پر اس سے تجھ کو کوئی مفر نہیں کیونکہ حق تعالیٰ عالم کے ساتھ معلوم ہوتا ہے اور یہ بات ثابت ہے کہ مجہول شئ اپنے دلیل سے معلوم ہوتی ہے تب دلیل مدلول کی صورت ہوگی منہ قدس سرہٗ

اور اس لائق ہے کہ اس کے کشف میں اللہ تعالیٰ سے التجا میں کوشش کی جائے ،
کشف اور برہان کے اضافہ میں پس عالم کی قیمت سے غفلت برتنا جہل ہے کیوں کہ اس کا حدوث
اور قدم میں امر اور حال آسان امر ہے۔ پھر جس نے تکیہ پر اپنے گال کو رکھا اور عالم کی حد
اٹکل کے طور پر حدوث سے بیان کی اس نے یہ نہیں سمجھا کہ اس نے حق کے تعرف اور افعال
کے حدوث کا علم کیا یا اگر اس کو علم ہوا تو اس کی مقال سے جو لازم آتا ہے اس سے اس کو
دہشت نہ ہوئی پھر اگر اس نے یہ گمان کیا کہ عالم کے لیے لابدایت کہنے سے عالم کا قدم لازم
آتا ہے۔ حالانکہ شریعت کے نصوص سے اس کا حادث ہونا معلوم ہے تو اس طرح کہنے والا
شخص صرف اپنی جہالت کو ملامت کرے اور اس کو ذکر اور اہلِ ذکر کی طلب کرنی چاہیے۔
خلاصہ یہ کہ یہ ایسا مسئلہ ہے کہ جس نے اواخر اور اوائل ابطال اور علماء کے پیڈھوں
کو توڑ دیا ہے۔ اس میں جو خاموش رہا وہ کلام کرنے والے سے زیادہ سلامت حال والا ہے
تحقیق یہ فقیر مسکین (محمد معین) اس مسئلہ میں سالہا سال حیران رہا۔ پھر اللہ سبحانہ نے اس پردہ
تحقیق کھول دی جس سے صفا والے بھائیوں پر بخل نہیں کیا جاتا جو کہ مودت اور وفا کے فقراء
ہیں، میں ان کو وصیت کرتا ہوں کہ جہال جانوروں کے سامنے افشاء سے اس علم شریف کو
ضائع اور برباد نہ کریں۔ اس کے ساتھ کہ میری یہ کتاب اللہ تعالیٰ کی حمد اور رسول صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم کے احسان سے اس مسئلہ میں ایسے کلام سے ناطق ہے جو کہ شارع کے نص
کے خلاف نہیں ہے، بلکہ نہ ہی کسی امام فائق کی اصل تحریر سے ہی مخالف ہے پھر یہ کتاب
متکلمین کے پیروکاروں کی آنکھ کی ٹھنڈک ہے جن کے ہاں ان کے امام کی اصل محرر ہے
اور اس کے کلام سے وہ فائز ہے۔ خاص طور پر ماتریدی علماء جو کہ تکوینی صفت کے قدم
کے قائل ہیں، لیکن میں قدم قاصر کی لغزش سے ڈرتا ہوں اور معاصر کے حسد سے بڑی مصیبت
تو یہ ہے کہ لوگ جہالت کی وجہ سے دشمنی رکھتے ہیں اس لیے وہ طعن کرتے رہتے ہیں ان
مباحث میں کم ہی لوگ صراط مستقیم پر ہوتے ہیں اور جب اس کی وہ ہدایت نہیں پاتے تو
کہتے ہیں کہ یہ تو قدیم جھوٹ ہے۔ پھر ہوشیاری وہ ہے جس کی میں نے اپنے بھائیوں کو
وصیت کی ہے اور اللہ سے میرا پھرنا اور قوت ہے اور اسی پر میری توکل ہے۔

اور جب کتاب کے دلائل اللہ تعالیٰ کی حمد سے اس پر قائم ہیں جس سے صفت تکوین کا قدیم ہونا لازم آتا ہے اور یہ وہ تحقیق ہے جس کو تینوں اماموں کے امام ابو حنیفہ نعمان بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اختیار کیا ہے تب گویا کہ میں نے اس تصنیف سے جناب امام ابو حنیفہ کی خدمت کی ہے جو میں نے ان کے مسلک اور مذہب کی تائید کی ہے اس لیے میں نے اس کا نام "جوہرۃ الثمین باثبات قدم التکوین" رکھا تا کہ یہ نام کتاب کو ائمہ سادات کے پیروکاروں کی عادت کے مطابق ان کی طبیعتوں کی طرف قریب کرے۔ اور کتاب کے نام سے انس حاصل کرتے ہوئے بھیڑیوں کی طرح اعتراض کرنے میں جلدی نہ کرنے کے لیے سبب بنے۔ ورنہ اگر کتاب کے اصول کے مقصد کو دیکھا جائے اور اس کے فصول کے ذکر سے جو قصد کیا جائے اس کو بھی دیکھا جائے تو مناسب یہ تھا کہ کتاب کا نام "القول السالم فی تحریر معنی الحدوث العالم" رکھا جاتا۔ اللہ سبحانہ کی طرف میں پناہ لیتا ہوں اور عاجزی کرتا ہوں، اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے اس میں شفاعت کا طالب ہوں کہ میرا یہ کام باعث تکلیف اور آسانی سے حرمان کا باعث نہ ہو اور اس سے میری برائیوں کے پلڑے کو بھاری نہ بنائے اور اس تالیف میں جو مجھ سے لغزشیں اور خطائیں سرزد ہوئی ہیں ان کو اپنے ستر جمیل سے ڈھانپ لے اس ذات کی حرمت کے طفیل جو دنیا میں میری زندگی اور موت اسی سے ہے اور آخرت میں وہ میری نیکیاں اور نجات ہو اللہ کی اس پر اور اس کے آل اور اصحاب پر رحمت اور سلام ہو۔

فصل ۱: حکماء اسلام میں سے بعض علماء عالم کی ابدیت کے قائل ہیں اور وہ شرعی نصوص جو کہ عالم کی فنائیت پر دلالت کرتی ہیں۔ ان میں یہ تاویل کرتے ہیں کہ ان نصوص میں فنائیت عالم سے مراد اس کے افراد کی فنا مراد ہے۔ وہ یہ کہتے ہیں کہ جب ایک دورہ ختم ہوتا ہے تو دوسرا دورہ شروع ہوتا ہے جیسا کہ قبروں سے اٹھ کھڑا ہونا، مردوں کا زندہ کرنا اور قبروں سے مُردوں کا نکالنا۔ جس طرح نصوص شرعیہ اس پر ناطق ہیں۔ اسی طرح یہ سلسلہ غیر متناہی طور پر چلا جاتا ہے اور اسی ابدی مدت میں لوگ (اعمال کے مطابق) اپنے جنتوں اور آگوں (جہنموں) میں داخل ہوں گے جیسا کہ اس سب

کی رسل علیہم السلام نے خبر دی ہے اور عالم کی اس ابدیت کے وصف کے باوجود ہم ایمان لاتے ہیں کہ وہ یقیناً حادث ہے اور فنا کو قبول کرنے والا ہے ساتھ جو کہ اس کے فنا کے نہ ہونے پر دلیل قائم ہے اور یہ نہیں ہے کہ جو چیز کسی وصف کے لیے قابل ہو تو وہ وصف بھی ضرور وجود میں آئے۔ (ایسا نہیں ہے) کتاب گلشن راز کے شارح عارف محمد بن یحییٰ الاہجی مشہور نوربخشی رحمۃ اللہ علیہ کی عبارت اس مذہب پر دلالت کرتی ہے

"جان لو کہ جمیع طوائف جو حدوث عالم کے قائل ہیں ان سب کا اتفاق ہے کہ عالم کا فنا ہونا جائز ہے لیکن ان میں سے بعض نے فنا کے وقوع میں توقف کیا ہے ان کا خیال ہے کہ جو چیز جائز ہو اس کا وقوع پذیر ہونا لازم نہیں ہے اور یہ علماء باوجود قول حدوث عالم کے اس کی ابدیت کے قایل ہیں اور جو آیات قرآنی عالم کی فنائیت پر دلالت کرتی ہیں ان کی وہ تاویل کرتے ہیں۔ ان کا کہنا ہے کہ عالم کے دور کا فنا ہونا دوسرے دور کے استہتاق سے عبارت ہے بعث ونشور اور مردوں کا زندہ کرنا اور اُن کو قبروں سے اٹھانا۔

میری صغری قیامت روح کا بدن سے نکلنے کا نام ہے
اور میری قیامت کبریٰ میرے دورے کے پورے ہونے سے ہے
اور وہ میرا معاد اور لوٹنے کی جگہ ہے میری قیامت میں
وہ جو اس میں اپنے معبود کے پاس اس میں اپنے بدن سے اٹھوں گا
اور جب تو تحقیق کرے گا تو یہ تناسخ نہیں ہے تو
پھر میرے ہر دورے میں ایمان مختلف ہوتے ہیں۔

شیخ نوربخشی کا کلام ختم ہوا۔ اللہ تعالیٰ کی اس پر اور اس جیسے دوسرے محققین پر رحمت ہو اور اللہ ہمیں ان لوگوں سے نفع دیا ہے۔

مذکور بیت میں جو خلع کا لفظ آیا ہے اس سے مراد اپنے بدن کا نفس اور روح سے خالی ہونا وہ نفس جو بشری کدورتوں سے خالی ہوتا ہے جو کہ اس سے اس دنیا میں آکے ملی تھیں اس

نفس پر مبادی عالیہ سے اشتراقات نوریہ سے جھٹکے پڑے اس کا نام قیامت صغریٰ ہے۔

اس بیت میں یہ قول کہ "جب تو تحقیق کرے گا تو یہ تناسخ نہیں ہے" ایک وہم کا دفع ہے جو اس سے پیدا ہوتا ہے کہ ذوات والوں کا مخلوق کی ارواح کی طریق سے لوٹنا ہوتا ہے اور اسی سے پیدا ہوتا ہے وقت ابتدا عالم کے ان غیر متناہی ابدی ابدان میں" اور یہ وہم کا دفع اپنے قول "پھر اعیان مختلف ہوتے رہتے ہیں" سے فرمایا یعنی اللہ تعالیٰ نفوس کے حادث ابدان کے عدد کے موافق تجدید کرتا رہتا ہے اور ان سے نفوس ابدان فاسدہ کا تعلق نہیں ہوتا تو پھر دوسرا دورہ جیسا کہ پہلے دورہ کے مشخص اعیان سے نہیں ہوتا اسی طرح ان کے نفوس مشخص سے بھی نہیں ہوتا۔ جیسا کہ اہل تناسخ کا مذہب ہے۔

اس کی توضیح یہ ہے کہ ان کا باہمی اختلاف ہے کہ افلاک کے دورے قسیمہ ہیں یا عودیہ ہے پہلے کا معنی یہ ہے کہ ہر دورہ دوسرے دورے کا لا الی نہایۃ مغایر ہے۔ تو ایک دورے کے احکام اپنے حوادث میں دوسرے کے احکام سے مشابہت نہیں رکھتا اور عودیہ کے معنی یہ ہیں کہ ہر دورہ دوسرے دورے سے احکام میں مغایر ہوتا ہے تین سو اور ساٹھ دوروں تک اور اس مدت کو الٰہی سال کہتے ہیں پھر پہلا دورہ لوٹتا ہے تاکہ مذکورہ مدت ختم ہو جائے تو ہر الٰہیہ سال دوسرے الٰہیہ سال کا نظیر ہوتا ہے اور اس کے حوادث دوسرے سال کے حوادث کے نظیر ہوتے ہیں اور ترتیب ترتیب کی طرح ہوتی ہے۔

پہلا منجموں کا مذہب ہے اور دوسرا اہل عراق کا مسلک ہے، اور یہ ظاہر ہے کہ پہلے دورے کے لوٹنے کا یہ مطلب نہیں ہے وہ زوال کے بعد اپنے پہلے تشخص سے لوٹ آئے اور نہ ہی ابدان مغایر باوجود اتحاد نفوس مدبرہ کے پہلے دورے میں لوٹ آئیں کیونکہ اس پر برہان قائم ہوا ہے کہ شخص بعینہٖ کا اس کے عدم کے بعد لوٹنا محال ہے اور جب تناسخ کے محال ہونے پر برہان قائم ہوا تو وہ بھی طبیعت کے لحاظ سے مثل کا لوٹنا ہے تو وہ حوادث حوادث کی مثل ہوگا ابدان اور نفوس کے حوادث کا عین نہ ہوگا تو محققین کی طرف جو اس قانون کی تاسیس ہوئی ہے کہ تجلی میں تکرار جائز نہیں ہے اس قانون کے یہ منافی نہ ہوگا۔ جب اس کو دیکھتے ہیں تو دونوں مذہبوں کا اختلاف لفظی رہ جاتا ہے کیونکہ جو

11

مغائرات مطلقہ کا قائل ہے وہ بھی حوادث کے ساتھ مشابہت کا انکار نہیں کرسکتا اور ہزار سالوں کے گزرنے کے بعد جس طرح عود یا لوٹنے کے قائل کو عینیت کے التزام کی گنجائش نہیں ہے تو مغائرت کے قائل کو بطریق اولیٰ اس کی گنجائش نہ ہوگی ۔

اس پر ایک لطیف نکتہ متفرع ہوتا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس قول کے سلسلہ میں جو آپ نے حجۃ الوداع کے خطبہ میں فرمایا تھا ؟ تحقیق زمانہ اس اپنی پہلی ہیئت پر لوٹ آیا ہے جس دن اللہ نے آسمانوں اور زمین پر پیدا کیا تھا تو گویا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا اس قول سے اشارہ ہے اس طرف کہ آپ کی عمر شریف صلی اللہ علیہ وسلم کا اخیری دور ہے اس کے احکام دورۂ اولیٰ سے مماثل ہیں ۔ جس وقت آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا اور ان کا ظہور بطون عینی سے وجود عینی کی طرف ہوا ۔

اُس کے اسرار میں سے یہ ایک سر ہے کہ آسمانوں ، زمین اور اس کے اندر جو چیزیں ہیں ان کا پیدا کرنا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اجمال کی تفصیل ہے مرتبہ عقل کلی میں بلکہ نفس کلی میں جو وہ عالم ملکوت ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی غیبت اس تعین عنصری مقدس سے موت طبعی کے ساتھ ہوئی اور آپ کا ظہور ولایت کے ساتھ کمل اور عرفاء کی ظہورات میں سے اس کمال کی تفصیل ہے جو کہ آپ کے عنصری تعین شریف میں مندمج اور مستور ہے تو یہ معارف شرقیہ کے آسمانوں کے لیے اور حقائق غربیہ کی زمین کے لیے عالم ولایت میں بھی اول خلق ہے تو اس کا دورہ اول خلق کے دورۂ سے مشابہ ہوا اس کو سمجھا جائے ۔ مہ

مقصود یہ ہے کہ مذکور مذہب براہین عقلیہ کی مخالفت سے نفی ہے بلکہ بسا اوقات کہا جاتا ہے کہ دلائل نقلیہ کی مخالفت سے بھی نفی ہے اور کسی تاویل کی بھی ضرورت نہیں ہے اور یہ دعویٰ کیا جائے کہ قرآن اور حدیث اس مذہب کو تب رد کرتا ہے ۔ جب نص ابد کی طرف میں خلق کے انقطاع پر دلالت کرے اور نشأت آخرت سے پہلے مخلوقات عدم محض ہو جائے حالانکہ اکثر متکلمین اس کے قائل نہیں ہیں ۔ کیونکہ انھوں نے فنا مطلق کے عدم کی تصریح کی ہے اور اشیاء پر فنا طاری کے لاحق ہونے

کے معنی ہیں مرکبات کا فساد نہ کہ ان کے اعیان کا مطلقاً زوال، اس پر انھوں نے کتاب اور سنت سے دلیل پکڑا ہے جیسا کہ ان کی کتابوں میں مخفی نہیں [illegible] یہ ابد کی جانب میں خلق کے فنا نہ ہونے کو لازم کرتا ہے اور دنیا کی مخلوق کا اتصال آخرت سے۔ [illegible] اس طرز پر جس کی بعض حکمانے تصریح کی ہے کہ جب دائرہ منطقۃ البروج، دائرہ معدل النہار پر منطبق ہوتا ہے تو زمین کے سارے کرہ پر پانی چڑھ جاتا ہے جیسا کہ اس کی طبیعت ہے پھر زمین کے اوپر پانی کے سوا کوئی موجود چیز نہ ہوگی اور ان کے ہاں یہی قیامت ہے اس پر جتنا اللہ تعالیٰ نے چاہا کئی مدتیں گزریں گی پھر اللہ تعالیٰ دوسری دنیا کو پیدا کرے گا اور یہ بھی فنا کل کے عدم اور نہ ہوتے پر دلالت کرتا ہے اور دنیا کی موجودات کا اتصال پانی سے اور وہ جو جائز ہے کہ پانی سے ڈھکا آخرت کی مخلوق سے معمور ہے۔

تنبیہ

یہ مذہب بھی مخلوقات کے طبقات کی لانہایت کا متقاضی ہے۔ ایسی مخلوق جو ان میں ہر ایک عالم مستقل کہنا صحیح ہے اس لحاظ کہ پہلا فنا ہوتا ہے اور دوسرا پردہ عدم سے موجود ہوتا ہے اور یہ آسمانوں اور زمینوں کے درمیان ہے کیونکہ اس مذہب میں فلکی دورات کے تاثیر کی ان کے وجودات میں تاثیر کی تصریح پائی جاتی ہے اور آسمانیں اور زمینیں ایک عالم ہیں تو پھر آسمانوں کی اول پیدائش ہے جس پر اس طائفہ کا قول دلالت کرتا ہے عالم کے حدوث کا تو مخلوقات اور عوالم کے طبقات میں جو چیز بھی موجود ہوگی اس کو اس مذہب کا صاحب استیناف دورات کی طرف منسوب کرتا ہے۔

فصل ۶: یہ وہی ہے جس کو یہ مذہب آسمانوں کے نیچے مخلوقات کے کثرت طبقات کی خواہش کرتا ہے۔ ماضی کے طبقات پر حضرت ابن عباس رضی کی مرفوع حدیث شاہد ہے حضرت آدم صفی اللہ سے پہلے کئی آدموں کے ہونے پر جیسا کہ ہم انشاء اللہ تعالیٰ آگے چل کر ذکر کریں گے۔ اور اس کے لیے شہادت دیتی ہے وہ حدیث معلق جس کو معین الدین دالانے جامع الاخبار کتاب میں سورت فاتحہ کی تفسیر میں ذکر کیا ہے اللہ تعالیٰ کے اس قول کے

ما تحت: "وَهُوَ الَّذِیْ خَلَقَ لَکُمْ مَّا فِی الْاَرْضِ جَمِیْعًا" اللہ وہی ہے جس نے زمین کی تمام چیزیں تمہارے لیے پیدا کی ہیں۔ لایا ہے۔ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ حضرت موسیٰ بن عمران نے اپنے رب عز وجل سے یہ سوال کیا کہ دنیا کی شروعات کب ہوئی اور پہلی مخلوق کون تھی؟ اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کی طرف وحی فرمائی کہ تو نے میرے پوشیدہ علم سے سوال کیا ہے۔ موسیٰ علیہ السلام نے کہا کہ اے میرے پروردگار میں اس کے جاننے کو دوست رکھتا ہوں تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے موسیٰ میں نے دنیا کو بنایا ہے ایک کروڑ سال سے دس بار اور وہ پچاس ہزار سال ویران تھی پھر میں اس کی عمارت میں شروع ہوا۔ پچاس ہزار سال پھر میں نے اس میں ایک مخلوق پیدا کی جو کہ گائے کی طرح تھی۔ میرا رزق کھاتے تھے اور میرے غیر کی پرستش کرتے تھے پھر وہ اس میں پچاس ہزار سال رہے پھر میں نے ان سب کو ایک ساعت میں مار دیا۔ پھر دنیا پچاس ہزار سال ویران رہی پھر میں اس کی عمارت میں شروع ہوا اور وہ پچاس ہزار سال رہی، پھر میں نے اس میں سمندر کو پیدا کیا وہ سمندر پچاس ہزار سال رہا۔ دنیا کی کوئی چیز اس کے پانی پینے کی طرف محتاج نہ تھی پھر میں نے ایک جانور کو پیدا کیا اور اس کو سمندر پر مسلط کیا اس نے ایک سانس میں سب پانی پی لیا۔ پھر میں نے ایک مخلوق بھڑ سے چھوٹی اور مچھر سے بڑی پیدا کی اور اس کو اس جانور پر مسلط کر دیا جس نے اس جانور کو ڈسا اور قتل کر دیا۔ پھر دنیا پچاس ہزار سال ویران رہی پھر میں اس کی عمارت میں شروع ہوا پھر وہ ٹھہری پچاس ہزار سال پھر میں نے دنیا کو پیدا کیا جو سب نے کے جنگلات تھے اور کچھوے پیدا کیے اور کچھوؤں کو جنگلوں پر مسلط کیا تو وہ جنگلات کو کھا گئے۔ یہاں تک کہ ان میں سے کوئی چیز باقی نہ رہی پھر میں نے ان کو ایک ساعت میں ہلاک کیا پھر دنیا پچاس ہزار سال ویران رہی پھر میں نے اس کی تعمیر شروع کی تو وہ پچاس ہزار سال آباد رہی۔ پھر میں نے تیس آدم پیدا کیے اور ایک آدم سے دوسرے آدم تک ایک ہزار سال کا فاصلہ تھا۔ پھر میں نے اپنی قضا و قدر سے ان سب کو فنا کیا پھر میں نے دنیا پچاس ہزار مدت ویران رکھا۔ پھر میں اس کی عمارت میں شروع ہوا تو وہ

پچاس ہزار سال آباد رہی پھر میں نے اس میں پانچ کروڑ سفید چاندی کے شہر بنائے اور ہر شہر میں سُرخ سونے کی دس کروڑ ماڑیاں یا بنگلے بنائے پھر میں نے ان شہروں کو خردل یا اہر سے بھر دیا۔ اس دن وہ اہر کا دانہ شہد سے زیادہ میٹھا اور لذیز تھا اور برف سے زیادہ سفید تھا۔ پھر میں نے ایک اندھے پرندہ کو پیدا کیا۔ اور اس کا کھانا ہر سال میں ایک دانہ خردل کا مقرر کیا، پھر وہ پرندہ دنیا میں ٹھہرا یہاں تک کہ اس نے اہر کے دانوں کو فنا کر دیا پھر مرگیا۔ پھر میں نے دنیا کو ویران رکھا پھر وہ دنیا پچاس ہزار سال ویران رہی۔ پھر میں اس کی تعمیر میں شروع ہوا۔ تو وہ پچاس ہزار سال آباد رہی پھر میں نے تیرے باپ آدم کو اپنے ہاتھ سے بنایا جمعہ کے دن ظہر کے وقت اور مٹی سے اس کے سوا کسی دوسری مخلوق کو نہیں بنایا۔ اور اس کی پشت سے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو نکالا۔

اور اس پر وہ بھی شاہد ہے جس کو مذکور تفسیر میں حق تعالیٰ کے موسیٰ علیہ السلام سے بعض خطابات میں ان کے سوال کے جواب میں ذکر کیا ہے۔ پھر میں نے تیرے باپ آدم سے پہلے آدموں کو پیدا کیا اور ہر ایک آدم دس ہزار سال عمر پا کر زندہ رہا۔ پھر مرگیا، پھر میں نے تیرے باپ آدم سے پہلے دس ہزار آدم پیدا کیے اور ہر ایک آدم کی عمر دس ہزار سال تھی۔ پھر میں نے تیرے باپ آدم کو دس ہزار سال کے ساتھ پیدا کیا۔ کیا اے موسیٰ! تو نے اسی ہزار سال شہر، اہر اور پرندہ کی عمر کو شمار کیا۔ پھر میں نے ان شہروں میں ستر ہزار آدمی پیدا کیے اور ہر ایک آدمی کی عمر ستر ہزار سال تھی اور ان میں سے ہر ایک دن تمہارے ان سالوں کی مثل ایک ہزار سال کا تھا اور اس کے بعد چھ سو ہزار سال میں میرے دوست محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے روح کو پیدا کیا گیا پھر محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے روح کے بعد چھ سو ہزار سال میں عرش کو پیدا کیا پھر اس کے بعد چھ سو ہزار سال میں جنت کو پیدا کیا اور جنت کے بعد چھ سو ہزار سال میں آگ کو پیدا کیا پھر آگ کے بعد چھ سو ہزار سال میں دس ہزار آدموں کو پیدا کیا اور ہر آدم کی عمر دس ہزار سال تھی۔ پھر کیا اے موسیٰ تو نے اس کا شمار کیا کہ میں کب سے الوہیت میں ہوں۔ یہ سُن کر موسیٰ علیہ السلام سجدہ میں گر پڑے اور اس پر سات دن اور اس کی

راتوں تک غشی طاری رہی جب ہوش میں آئے تو کہنے لگے تیرے لیے پاکائی ہے میں نے تیری طرف رجوع کیا اور میں توبہ کرنے والوں میں سے ہوں اس کے بعد میں تیرے غامض علم اور باطن قدرت کے متعلق کبھی سوال نہ کروں گا۔

تفسیر کا مصنف کہتا ہے۔ پس جہانوں کا پروردگار ان مختلف جہانوں کا خالق ہے اور ان کے موافق ان کی تربیت کرنے والا ہے ایسی تربیت جو کہ اس کی حکمت بالغہ سبحانہ کی مقتضیٰ سے ان جہانوں کے موافق ہو اور وہ جہان اور عالم جن کا زبان پر ذکر نہ کیا گیا ہو اور نہ دل پر وہ گزرے ہیں ان کے حال کو ابتداء سے مآل تک وہی زیادہ جاننے والا ہے۔ اور جملہ تعریف اللہ کے لیے ہے جو کہ جہانوں کا پروردگار ہے۔ انتہیٰ۔

اور وہ جو جو ماضی کے کثرت دورات پر شاہد ہے وہ تحقیق جس کو شیخ اکبر قدس سرہٗ اور دوسرے بزرگوں نے ذکر کیا ہے کہ خلق سے پہلے، آسمانوں کی ابتدا اور دنیا کی عمر اس سے علم حادث منقطع ہوا ہے اور اس کی تاریخ نامعلوم ہے۔

اور اس کو مخلوقات میں سے کوئی نہیں جانتا تاکہ شیخ نے اس کے متعلق حضرت ادریس نبی علیہ السلام سے سوال کیا جس وقت نبی علیہ السلام کا معراج میں ان سے گزر ہوا ہمارے پیغمبر پر اور ان پر صلوٰۃ وسلام ہو تو اس نے اس کے علم سے اپنے عجز کا اقرار کیا۔ جیسا کہ ہم اس کو عین واقعہ کے بیان میں جلد لائیں گے۔

اور اس کے لیے وہ بھی شاہد ہے جس کو شفا میں ذکر کیا ہے کہ روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے معراج میں بہت سے مردوں کو جو اسلحہ پوش تھے۔ ابلق گھوڑوں پر سوار دیکھا کہ وہ ایک دوسرے کے پیچھے جا رہے تھے ان کا پہلا اور آخر دیکھنے میں نہیں آتا تھا تو حضور نے پوچھا کہ اے جبریل یہ کون ہیں؟ اس نے کہا کہ میں نیچے آتا ہوں، اور پھر اوپر چڑھتا ہوں اور میں ان کو اسی طرح جاتے ہوئے دیکھتا ہوں اور مجھے معلوم نہیں کہ یہ لوگ کہاں سے آرہے ہیں اور کہاں جارہے ہیں۔ تفسیر کبیر نے بڑھایا ہے کہ پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان میں سے ایک شخص سے پوچھا کہ تمہاری پیدائش کب ہوئی ہے تو اس نے کہا کہ مجھے اس کے سوا کچھ بھی معلوم نہیں کہ اللہ تعالیٰ عزوجل ہر چار لاکھ سال

میں ایک ستارے کو پیدا کرتا ہے اور جب سے مجھے پیدا کیا ہے تو ایسے چار لاکھ ستارے پیدا کیے ہیں۔

تفسیر کبیر کی یہ تحقیق اس کے اول پیدائش کی تحدید تو ہے لیکن افلاک اور اجرام نیرہ کے اول خلق کی تحدید نہیں ہے۔

تو پھر گذرے ہوئے دورات ابد[1] کی طرف ان کا جاننا غیب چھپے ہوئے چیزوں میں سے ہے ان کے پیدا کرنے والے عز مجدہ کے پاس اور ہر دورے کے لیے جیساکہ تو نے اس[2] مذہب کے صاحب سے سُنا ہے ایک جملہ مخلوقات اور جہانوں کے موجود ہونے میں تاثیر ہے وہ دورہ پہلے دورے کی تاثیر سے وجود میں آتا ہے اور یہ دورہ جب ختم ہو جاتا ہے تو اس کے اختتام کے ساتھ دوسرا نیا دورہ شروع ہو جاتا ہے اور اس دورے سے نیا عالم شروع ہو جاتا ہے اور اس کے اختتام سے ختم ہوتا ہے اور اسی طرح ابد کی طرف غیر متناہی کی طرف سلسلہ چلا جاتا ہے حالانکہ حکیم الاعتقاد ہے کہ عالم حادث ہے اور اس کی تاریخ پیدائش سے لاعلمی اور عجز کا اعتراف کرتے ہیں۔ یہ عالم سب کے سب وہ ہیں جن پر آسمان اور زمنیں منطبق ہیں۔ جیسا کہ مخفی نہیں ہے۔

فصل: آسمانوں اور زمینوں کا جہاں ان جہانوں کے ساتھ جو ان کے اندر میں ہیں جن کا حال گزرے ہوئے فصل میں تو نے سنا یہ سب اللہ کے جہانوں میں سے ایک جہان ہے کیونکہ یہ واضح طور پر ظاہر ہے کہ عالم جبروت، عالم ارواح، عالم مثال مطلق، عالم مثال مقید، ہمارے حادث علوم کا عالم، کا عالم اور ان میں صقیلہ کی ظاہری صورتیں یہ سب آسمانوں کے نیچے اور زمینوں کے اوپر نہیں ہیں۔ تین پہلوں کا ایسا ہونا تو ظاہر ہے۔ لیکن باقی جہانوں کا حال بھی اس شخص پر مخفی نہیں۔ جو ان کو ان کے حقائق کے ساتھ جانتا ہے۔ اس لیے یہاں اس کے ذکر سے کلام کو طویل نہیں کرتے۔

(جاری ہے)

---

[1] اے ابد کی طرف جانے والا اور اسی کی طرف متوجہ ہو۔

[2] یہ وہ ہے جو حکماء نے عالم کے فنا نہ ہونے کے متعلق اس میں کہا ہے۔